کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ـــــ هُوَ النَّاصِرُ

کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟

(رقم فرمودہ جولائی ۱۹۲۷ء)

جس سُرعت سے ہندوستان میں حالات بدل رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آج مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان سو بھی سکتا ہے لیکن اب وہ وقت آگیا ہے کہ مسلمان اگر سونا بھی چاہیں تو ان کے لئے ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے انہیں مار مار کر اٹھا رہے ہیں۔ اور انہوں نے سخت دل دشمن کو ان پر مسلط کر دیا ہے تاکہ وہ ان کی نیند کو ان پر حرام کر دے۔ اب اُن کے لئے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ یا تو بیدار ہو کر اپنی زندگی کو قائم رکھیں یا مر کر زمین کو اپنے وجود سے پاک کر دیں۔ سب درمیانی راہیں آج ان پر بند ہیں اور سب دوسرے دروازے آج ان کے لئے مقفل ہیں۔

کتاب "رنگیلا رسول" کے فیصلے نے ہندوؤں میں سے ان لوگوں کو جو بزرگان دین کی ہتک میں لذت محسوس کرتے ہیں اور خدا کے پیاروں کو گالیاں دینا ان کی غذا ہے اس قدر دلیر کر دیا ہے کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول اور نبیوں کے سردار اور پاکیزگی و طہارت کے مجسمہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فِدَاهُ اَبِیْ وَ اُمِّیْ پر ایک سے ایک بڑھ کر ناپاک حملے کر رہے ہیں اور ان کی فطرت اس غلاظت اور نجاست پر منہ مارنے سے کراہت نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ ایسا گندہ فعل ہے کہ انسانیت اس کے خیال سے کانپتی ہے اور شرافت ایسے ذکر سے نفرت کرتی ہے۔ شریف الطبع لوگ تو معمولی آدمی کو گالیاں دینے سے بھی دریغ کرتے ہیں کُجا یہ کہ اس قسم کے مصنف اس پاکباز کو گندے سے گندے الفاظ سے یاد کرتے ہیں جس پر طہارت کو فخر ہے اور پاکیزگی کو ناز۔

کتاب ”رنگیلا رسول“ اور ”وچتر جیون“ سے یہ ہولی شروع ہوئی۔ کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلے سے جرأت پا کر ورتمان نے اس ظلم کو اور بڑھایا۔ اور اس کے بعد پے در پے پرتاپ اور ملاپ وغیرہ کے ایڈیٹروں نے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت دیا۔ اس ناپاک حملے کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کیا اور اس کا کیا بدلہ ملا وہ ظاہر ہے۔ مسلم آؤٹ لک میں کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلے پر جرح کی گئی تو ایڈیٹر اور مالک ہتک عدالت کے جرم میں قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ وہ ہندوستان کی سرزمین جس پر کل تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حکومت کر رہے تھے آج اس کی عزت کی حفاظت کرنے والے عدالت عالیہ کی ہتک کے مرتکب قرار پا کر قید خانے کی دیواروں کے پیچھے محبوس ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اسی لئے کہ مسلمانوں نے اپنے فرائض کو بھلا دیا اور اپنی ذمہ داریوں کو پس پُشت ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔[1] اللہ تعالیٰ یقیناً کسی قوم سے اس کی نعمتیں نہیں چھینتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو ان نعمتوں کے استحقاق سے محروم نہیں کر دیتی۔ پس اے مسلمانو! اپنے حال پر غور کرو اور اپنی مشکلات پر نظر ڈالو۔ ایک دن وہ تھا کہ خدا کی نصرت تم کو کرۂ ارض کے کناروں تک لے جارہی تھی اور آج تم دوسری قوموں کا فٹ بال بن رہے ہو۔ جس کا جی چاہتا ہے پیر مار کر تمہیں کہیں کا کہیں پھینک دیتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ تمہارے رحم پر تمام دُنیا تھی اور تم دنیا سے رحم کا سلوک کرتے تھے لیکن آج تم دنیا کے رحم پر ہو اور دنیا تم سے رحم کا سلوک نہیں کرتی۔ آہ! وہ دن کیا ہوئے جب تم دنیا کے رکھوالے تھے اور کیا ہی اچھے رکھوالے تھے۔ ہر قوم اور ملت کے بے کس تمہاری حفاظت میں آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ تمہارا نام انصاف کا ضامن تھا اور تمہاری آواز عدل کی کفیل۔ مگر آج تم لاوارث اور بے یار و مددگار ہو۔ اپنی عزت کی حفاظت تو الگ رہی اس پاک ذات کی عزت کی حفاظت بھی تم سے ممکن نہیں جس پر تمہارے جسم کا ہر ذرہ فدا ہے اور جس کی جوتیوں کی خاک بننا بھی تمہارے لئے فخر کا موجب ہے۔ آسمان تمہارے لئے تاریک ہے اور زمین تمہارے لئے تنگ ہے۔ اے بھائیو! کیا کبھی آپ نے اس امر پر غور کیا کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کی اپنی سستیوں اور غفلتوں کا نتیجہ ہے ورنہ خدا تعالیٰ ہرگز ظالم نہیں۔ یہ دن کبھی بھی نہ آتے اگر مسلمان اپنی سستیوں اور غفلتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرتے اور اپنی اصلاح کی فکر کرتے۔ لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر اب بھی آپ لوگ ہمت سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ سے صلح کر کے بجائے اس پر الزام لگانے کے اور یہ کہنے کے کہ اس نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے اپنے عیب اور نقص کو محسوس کرنے لگیں اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دیں تو یقیناً یہ مصائب کا زمانہ بدل جائے گا اور

یہ مشکلات کے بادل پھٹ جائیں گے۔

اے بھائیو! آپ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بغیر عقل اور تدبیر سے کام لینے کے موجودہ مشکلات دُور نہیں ہو سکتیں۔ ہو گا وہی جس کے مستحق ہمارے اعمال ہمیں بنائیں گے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے ایک جج نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انگریزی قانون کی رو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت سے سخت ہتک کرنے والا شخص بھی قابل سزا نہیں ۔ یہ فیصلہ ہمارے نزدیک غلط ہے لیکن اس میں کیا شک ہے کہ صوبہ کی اعلیٰ عدالت کے ایک رکن نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور جب تک یہ فیصلہ نہ بدلے اس وقت تک یہی فیصلہ ملک کا قانون ہے۔ مسلم آوٹ لک نے اس فیصلہ پر جرح کی اور اس کے ایڈیٹر اور مالک کو ہتک عدالت کے جرم میں قید خانے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ

(۱) ان لوگوں کو قید سے رہا کرائیں کہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں قید کیا گیا۔

(۲) فیصلے کو جلد سے جلد بدلوائیں۔

(۳) ان حالات کی اصلاح کرائیں جن کی وجہ سے اس قسم کی ہتک آمیز تحریرات لکھی گئیں اور ان کے لکھنے والے بری کئے گئے۔

آپ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ حکومت ہمارے اختیار میں نہیں ہے اور نہ ہم اکیلے ہی ہندوستان کے باشندے ہیں۔ حکومت انگریزوں کے اختیار میں ہے اور ہندوستان کی آبادی کا اکثر حصہ ہندو ہے۔ پس ہم خود کچھ کر نہیں سکتے اور گورنمنٹ کو بھی دخل دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے فیصلے کا آبادی کے دوسرے حصہ اور زیادہ حصہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ پس بغیر اس کے، کہ ہم حُسنِ تدبیر سے کام لیں ہمارے لئے کامیابی ناممکن ہے۔ اور اگر ہم جوش میں اپنے آپ کو ہلاک بھی کر دیں تو اس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کا دروازہ اور بھی کُھل جائے گا۔ پس ہمیں چاہئے کہ اپنی عقل کو قائم رکھتے ہوئے ان تدابیر کو اختیار کریں جو موجودہ مشکلات کو حل کر دیں اور مسلمانوں کی موجودہ ذلت کو عزت سے بدل دیں۔

آپ سب لوگوں کو معلوم ہو گا کہ گورنر صاحب پنجاب نے بڑے زور دار الفاظ میں کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلہ کے خلاف آواز بلند کی تھی اور اس پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ ضرور یا تو اس فیصلے کو بدلوائیں گے یا پھر قانون کی اصلاح کرائیں گے تاکہ آئندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی ہتک کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ اس عرصے میں ورتمان کے رسالے میں ایک مضمون شائع ہوا اور میں نے اس کی طرف ایک اشتہار کے ذریعہ سے توجہ دلائی اور گورنمنٹ نے اس رسالہ کو ضبط کرنے کے علاوہ اس کے ایڈیٹر اور مضمون نگار پر مقدمہ چلا دیا۔ یہ مقدمہ اب ہائی کورٹ میں پیش ہے اور اس کے فیصلے پر یا تو قانون کی وہ تشریح قائم ہو جائے گی جو اب تک سمجھی جاتی رہی ہے۔ یا پھر گورنمنٹ قانون کی ایسی تشریح کر دے گی کہ آئندہ کسی جج کو اس قانون کے وہ معنے کرنے کا موقع نہ ملے جو کہ کنور دلیپ سنگھ صاحب نے کئے تھے۔ میں نے قانون دان لوگوں سے معلوم کیا ہے کہ کتاب "رنگیلا رسول" کے مصنّف کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پریوی کونسل یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اس کے سامنے ایسے ہی مقدمات آنے چاہئیں جن میں کسی شخص کی بریت یا سزا میں تخفیف کی خواہش کی گئی ہو۔ اور سزا کی زیادتی یا سزا دینے کے متعلق اپیلوں کو سننے کے لئے وہ تیار نہیں۔ پس یہی راستہ گورنمنٹ کے لئے کھلا تھا وہ ایک نیا مقدمہ چلائے۔ اور اس کا موقع اُسے ورتمان کے مضمون سے مل گیا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ موقع میرے ذریعہ سے بہم پہنچا دیا۔

ان حالات میں آپ لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اس معاملے میں ہماری تکلیف کا موجب گورنمنٹ نہیں بلکہ جیسا کہ گورنر صاحب صاف کہہ چکے ہیں گورنمنٹ اس معاملہ میں مسلمانوں کو مظلوم سمجھتی ہے اور ان سے ہمدردی رکھتی ہے لیکن وہ ہندو جو اس وقت فساد کے درپے ہیں چاہتے ہیں کہ کسی طرح گورنمنٹ سے ہمیں لڑا کر اپنا کام نکالیں اور گورنمنٹ کی نظروں میں مسلمانوں کو فسادی ثابت کر کے اس کی ہمدردی کو اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ اے بھائیو! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو اسلام کے لئے کس قدر مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ بے شک بعض لوگ کہہ دیں گے کہ ہم جانیں دے دیں گے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کیا بے فائدہ جان دیدینے سے اسلام کا نفع ہو گا یا نقصان؟ یقیناً جس طرح موقع پر جان دینے سے گریز کرنے والا آدمی مجرم ہے اسی طرح وہ شخص بھی مجرم ہے جو بے موقع جان دے کر اسلام کی طاقت کو کمزور کرتا ہے۔ ہر شخص جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے اسلام کی چھت کے نیچے کا ایک ستون ہے اور اس کا ٹوٹنا اسلام کے لئے مُضِر۔ پس ہر ایک شخص جو بے جا جوش میں آ کر اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے اسلام کو نقصان پہنچانے والا ہے نہ کہ فائدہ پہنچانے والا۔ پس میں خلوص دل اور گہری محبت کے جذبات سے متاثر ہو کر آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ یہی وقت اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کا ہے۔ اسلام کی حالت پر نظر کرتے ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مسلمانوں کے فوائد کا خیال کرتے ہوئے

آج ہر قسم کے ایسے افعال سے اجتناب کریں جو گو آپ کے جوشوں کو تو نکال دیں لیکن اسلام کی طاقت کو نقصان پہنچادیں۔ اے بھائیو! وہ دو بہادر اور وفادار جو آج قید خانے کو زینت دے رہے ہیں ان میں سے ایک یعنی "مسلم آؤٹ لک" کا ایڈیٹر میرا روحانی فرزند ہے اور ایک مخلص احمدی ہے اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ کس بہادری سے اس نے غیرت اسلامی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا اور اس کے بھائی کا قید میں رہنا مجھے جسقدر شاق گزر سکتا ہے اس کا اندازہ دوسرے لوگ نہیں کرسکتے۔ اسی طرح میری صحت کمزور ہے اور آج کل تو روزانہ بخار ہوتا ہے مگر اس حالت میں بھی دن اور رات موجودہ اسلامی مشکلات کی فکر میں اور ان کے دُور کرنے کی تدابیر میں لگا رہتا ہوں۔ پس میں جو کچھ کہتا ہوں محض اسلام کی عزت اور آپ لوگوں کے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ خدا اور اس کے رسول کے لئے جس وقت جان دینا ہی ضروری ہو گا اس وقت اگر میں زندہ ہوا تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی میں سب سے آگے ہوں گا اور خدا کے فضل سے کسی کو آگے نکلنے نہیں دوں گا۔ لیکن عقل کہتی ہے کہ اس وقت ہمارے فوائد اس امر سے وابستہ ہیں کہ ہم حُسنِ تدبیر سے اور گورنمنٹ کے ساتھ صلح رکھ کر اپنے مقاصد کو حاصل کریں۔

اے بھائیو! اس وقت ہندوستان میں اسلام کی زندگی اور موت کا سوال پیش ہے اور اس وقت ہماری ذرا سی کوتاہی ہمیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنادے گی۔ پس اس بیداری کو جو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں پیدا کی ہے رائیگاں نہ جانے دو۔ چاہئے کہ ہم اس شخص کی طرح کام نہ کریں کہ جسے سوتے سے جگایا جاتا ہے تو اٹھ کر جگانے والے کو مار کر پھر لیٹ جاتا ہے بلکہ ہماری بیداری حقیقی بیداری ہو اور ہم ان کاموں میں بڑے زور سے لگ جائیں جو اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ضروری ہیں۔ اسلام کی زندگی آپ کی موت سے نہیں بلکہ آپ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ یہ نہ خیال کرو کہ اس وقت تک ہماری زندگی سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک آپ کی زندگی غفلت کی زندگی تھی حقیقی زندگی نہ تھی۔ اسلام کے لئے زندگی بسر کر کے دیکھو تو تھوڑے ہی دنوں میں سب غلامی کے بند ٹوٹنے لگ جائیں گے اور ذلت کی گھڑیاں جاتی رہیں گی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں غیرت کا چشمہ پھوڑ دیا ہے جو روز بروز ایک زبردست دریا کی شکل میں تبدیل ہوتا جاتا ہے۔ اس دریا کے پانی کو پھیلنے نہ دو کہ وہ اس طرح ضائع ہو جائے گا اور پھر یہ دن میسّر نہ ہوں گے۔ اس دریا کو اس کے کناروں کے اندر رہنے دو اور اسلام کے دشمنوں کے کھودے ہوئے گڑھوں کی وجہ سے جو آبشاریں بن رہی ہیں ان سے بجلی لے کر ایک نہ دبنے والی طاقت پیدا کرو تا خدا آپ پر راضی ہو اور آئندہ آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں۔

میرے نزدیک ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والے کا اس وقت یہ فرض ہے کہ اس موقع پر بجائے وقتی جوش دکھانے کے وہ یہ عہد کرے کہ وہ آئندہ قرآن کریم کو اپنا ہادی بنائے گا اور اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔ اور مسلمانوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے گا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کے لئے آمادہ رہے گا۔ اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں سے لڑائی جھگڑے کو بند کردے گا۔ اور خواہ وہ اس کے کتنے دشمن ہوں وہ انہیں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر ترجیح دے گا۔ اور تبلیغ اسلام کو اپنا مقدم فرض سمجھے گا۔ اور اس کے متعلق مالی اور جسمانی اور اخلاقی امداد پر کمربستہ رہے گا۔ اور ہندوؤں سے ان تمام امور میں چھوت چھات سے کام لے گا جن میں وہ مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ اور حتی الامکان مسلمانوں سے ہی سودا خریدنے کی کوشش کرے گا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی دکانیں کھلوانے کا ہمیشہ خیال رکھے گا۔ اور سود سے پرہیز کرے گا۔ اور اگر وہ اس خلاف شرع کام میں مبتلاء ہو چکا ہے تو اپنے علاقہ میں کوآپریٹو سوسائٹی کھلوا کر اس سے لین دین رکھے گا تاکہ ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہو جائے اور رفتہ رفتہ سود کی لعنت سے بھی بچ سکے۔ اور اگر وہ ملازم ہے تو حتی الامکان مسلمانوں کے پامال شدہ حقوق انہیں دلوانے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر ایسے مقدمات پیش آتے ہیں تو وہ مقدور بھر مسلمان وکیلوں کے پاس جائے گا۔ اور ان مٹھی بھر مسلمان حکام کی عزت کی حفاظت کا ہمیشہ خیال رکھے گا کہ جنہیں برادرانِ وطن ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اسلامی اخبارات کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں ہر ممکن طریق سے حصہ لے گا۔ اور مسلمانوں میں صلح اور آشتی پھیلانے اور ان میں سے تفرقہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ یہ وہ کام ہے جس کی اسلام کو اس وقت سخت ضرورت ہے۔ اور یہ وہ قربانی ہے جس سے اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہ کام یقیناً لڑ کر مرجانے سے ہزار درجے بڑھ کر مشکل ہے۔ پنجاب کے ہر شہر میں جوش سے بڑھ بڑھ کر جان دینے والے آدمی ایک دن میں ہی پیدا کئے جاسکتے ہیں لیکن اس قربانی کے لئے جو لمبی اور نہ ختم ہونے والی قربانی ہے بہت ہی کم آدمی اس وقت میسر آسکتے ہیں۔ لیکن اسلام کو فتح اسی طرح نصیب ہوگی اور اسے غلبہ اسی طرح حاصل ہوگا۔ پس اس کی طرف توجہ کرو اور خدا پر توکل کر کے اٹھ کھڑے ہو۔ جو سست ہیں انہیں ہوشیار کرو۔ اور جو سو رہے ہیں انہیں جگاؤ اور جو کمزور ہیں انہیں سہارا دو اور جو روٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں مناؤ۔ اور خدا کی راہ میں ہر ایک ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ عزت وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ اور معزز وہی ہے جس کی قوم معزز ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ دنیا کی تمام دولتیں اور تمام عزتیں آپ کو اس وقت تک حقیقی

عزت نہیں بخش سکتیں جب تک کہ آپ کی سب قوم معزز نہیں ہو جاتی۔

یہ تو اصلی کام ہے۔ باقی رہا وقتی کام سو اس کے لئے میرے نزدیک بہترین تجویز یہ ہے کہ اول تو جلد سے جلد ایک وفد ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کے پاس جائے اور انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائے کہ مسلم آؤٹ لُک کے ایڈیٹر اور مالک کو فوراً آزاد کیا جائے اور اس وفد میں ہر فرقہ کے لوگ اور تمام پنجاب کے نمائندے شامل ہوں۔ میں نے اس غرض سے ہز ایکسیلنسی کو چٹھی بھی لکھوائی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وفد کو ملنے سے انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ پس ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ ہمارے معقول مطالبے کو منظور کرنے میں گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اور اگر بفرضِ محال اس میں کوئی دقت محسوس ہوئی تو اس کے متعلق اس وقت کے پیدا ہونے پر غور کیا جا سکے گا۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ ایک محضرنامہ تمام پنجاب اور دہلی اور سرحدی صوبہ کے لوگوں کی طرف سے گورنمنٹ کے پیش کیا جائے جس میں اس سے پُرزور مطالبہ کیا جائے کہ وہ کنور دلیپ سنگھ صاحب جج ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلے کے اثر کو مٹا کر فوراً اس امر کا انتظام کرے کہ آئندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو اس مصنف کے خبثِ باطن اور ناپاک فطرت کو نہایت ہی گندے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کی دل شکنی کا موجب ہوں۔ بلکہ نہ صرف آپ کے لئے بلکہ تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کی حفاظت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرے۔ اسی طرح گورنمنٹ سے یہ مطالبہ بھی کیا جائے کہ وہ کنور دلیپ سنگھ صاحب کو جن کے فیصلہ متعلقہ کتاب "رنگیلا رسول" کی وجہ سے صوبے کی اکثر آبادی کو ان پر اعتماد نہیں رہا اس عہدہ جلیلہ سے الگ کر کے مسلمانوں کی بے چینی کو دُور کرے۔ نیز یہ بھی مطالبہ کیا جائے کہ مسلم آؤٹ لُک کے مدیر اور مالک کو قید سے رہا کر دیا جائے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے درحقیقت ہائی کورٹ کی عزت کو بچانے کی کوشش کی ہے نہ کہ اس کے اعتبار کو مٹانا چاہا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے ان کی قید کا حکم دے کر اپنے ہاتھوں اپنی عزت کو سخت صدمہ پہنچایا ہے اور چونکہ اس وقت ہائی کورٹ میں ہندوستانی ججوں میں سے اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ اور پنجاب کے مسلمانوں کی اس بات میں سخت ہتک ہے کہ مسلمان بیرسٹروں میں سے ایک بھی جج مقرر نہیں۔ بلکہ ایک جج تو سروس سے لیا گیا ہے اور ایک جج یوپی سے بلایا گیا ہے۔ حالانکہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصدی ہے اور اکثر مقدمات مسلمانوں کے ہی ہوتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں۔ اور کم سے کم ایک مسلمان جج پنجاب کے بیرسٹروں میں سے فوراً مستقل طور پر مقرر کیا جائے اور جو موجودہ مسلمان جج ہیں۔

انہیں اگر گورنمنٹ رکھنا چاہتی ہو تو انہیں فوراً مستقل کردے۔ اور یا انہیں واپس کر کے ان کی جگہ دوسرے مسلمان جج مقرر کئے جائیں تا مسلمانوں کی بے چینی دُور ہو اور چاہئے کہ اگلا چیف جج پنجاب کا مسلمان بیرسٹر جج مقرر ہو۔

اسی طرح یہ بھی مطالبہ کیا جائے کہ پنجاب جس میں اکثر حصہ آبادی کا مسلمان ہیں اس میں مسلمانوں کو پچیس فیصدی ملازمتیں بھی حاصل نہیں ہیں بلکہ بعض صیغوں میں تو ۱۰ فیصدی بھی مسلمان اعلیٰ ملازم نہیں ملیں گے۔ اس کا خطرناک اثر مسلمانوں کے تمدن اور ان کے حقوق کی حفاظت پر پڑتا ہے۔ پس جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانوں کو کم سے کم نصف ملازمتیں دی جائیں تاکہ ان کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔

یہ محضرنامہ چھپ کر تیار ہے۔ میرے نزدیک اس پر کم سے کم پانچ چھ لاکھ مسلمانوں کے مرد ہوں یا عورتیں دستخط ہونے چاہئیں۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے اوپر اثر کئے بغیر نہیں رہے گی اور یہ محضرنامہ بھی دستخطوں کی تکمیل کے بعد ایک وفد کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے پیش ہونا چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑا وفد جو سب فرقوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگا جب اسے پیش کرے گا تو گورنمنٹ اس متفقہ مطالبہ کو رد نہیں کر سکے گی کیونکہ ملک کا فائدہ اور گورنمنٹ کی مضبوطی بھی اسی امر میں ہے کہ وہ ان مطالبات کو جلد سے جلد پورا کرے۔ جو لوگ اس محضرنامہ پر دستخط کرانے کی خدمت کو اپنے ذمہ لینا چاہیں وہ مجھے یا صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں تا ان کے نام مطبوعہ فارم بھجوا دیئے جائیں۔

اسی طرح میری یہ تجویز ہے کہ ۲۲ جولائی بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ پنجاب، دہلی اور سرحدی صوبہ کے ہر شہر، قصبہ اور گاؤں میں تمام فرقہ ہائے اسلامی کا ایک مشترکہ جلسہ کیا جائے جس میں اوپر کے امور کی تائید میں ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ اور تاروں اور خطوں کے ذریعہ سے گورنمنٹ کو اسلامی حقوق کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر حقیقی اصلاح کے کام کے ساتھ ساتھ ان تدابیر پر عمل شروع کیا جائے تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ یقیناً مسلمانوں کو کامیابی ہوگی۔ یہ کام اتنی بڑی محنت اور قربانی کو چاہتے ہیں کہ اگر مسلمان ان میں کامیاب ہو جائیں تو دنیا سمجھ لے گی کہ اب ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اور ان کی آواز اس قدر کمزور نہ رہے گی جس قدر کہ اب ہے بلکہ ہر ایک ان کی آواز سے ڈرے گا اور اس کا ادب کرے گا اور اس پر کان رکھے گا۔

اے بھائیو! میں نے اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ اب کام کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ وقت کم اور کام بہت ہے۔ چاہئے کہ اسلام کے لئے درد رکھنے والے لوگ آج سے ہی اس کام کو ہاتھ میں لیں اور علاوہ تبلیغی اور تمدنی اصلاح کے کاموں کو محضرنامہ پر دستخط کرانا اور ۲۲ جولائی کے جلسے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔ محضرنامے پر کم سے کم پانچ لاکھ مسلمانوں کے دستخط ہونے چاہئیں۔ اور جلسوں میں اس قدر لوگ جمع ہونے چاہئیں کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں۔ یاد رکھیں یہ اسلام کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ اپنے عمل سے جواب دیں۔ کیا اسلام آپ کے نزدیک زندہ رہنا چاہئے یا نہیں؟ منہ کے دعووں سے کچھ نہیں بنتا۔ ایک لمبی اور تکلیف دہ قربانی کی ضرورت ہے۔ اور دنیا آپ کے منہ کے الفاظ سے نہیں بلکہ آپ کے اعمال سے دیکھے گی کہ آپ کو اسلام سے کس قدر محبت ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کیا جواب ہو گا۔ ہاں میں سمجھتا ہوں ہر ایک مسلمان کا اس وقت ایک ہی جواب ہو گا اور وہی جواب ہو گا۔ جو حج کے موقع پر ہمارے بھائی دے چکے ہیں۔ یعنی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ اے خدا! ہم تیرے دین کی خدمت اور تیرے رسول کی عزت کی حفاظت کے لئے حاضر ہیں۔ حاضر ہیں۔ حاضر ہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ

قادیان ضلع گورداسپور

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

۱؎ الرعد: ۱۲